Pakistan Journal of Qur'ānic Studies
ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185
Vol. 3, Issue 2, July – December 2024, Page no. 41-65
HEC: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089226#journal_result
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/206
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/3260
DOI: https://doi.org/10.52461/pjqs.v3i2.3260
Publisher: Department of Qur'ānic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

---

Title **Research work by scholars from Chakwal in Quranic studies: A Research Study.**

Author (s): **Dr. Abdul Ghafoor**
E.S.T Arabic, Govt High School Bhagtal, District Chakwal. Abdulghafoor976@gmail.com

Received on: 30 October, 2024
Accepted on: 25 November, 2024
Published on: 28 December, 2024

Citation: malik, Dr Abdul Ghafoor. 2024. “ مطالعاتِ قرآنی میں چکوال کےاہل علم کی تحقیقات:تحقیقی مطالعہ: Research Work by Scholars from Chakwal in Quranic Studies”. *Pakistan Journal of Qur’ānic Studies* 3 (2):41-65. https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/3260.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

مطالعاتِ قرآنی میں چکوال کے اہل علم کی تحقیقات: تحقیقی مطالعہ

Research work by Scholars from Chakwal in Quranic studies: A Research Study

Dr. Abdul Ghafoor

E.S.T Arabic, Govt High School Bhagtal, District Chakwal.

Abdulghafoor976@gmail.com

Abstract:

Chakwal district of Rawalpindi division has a distinguished position from academic and military point of view. Chakwal has deep roots in history. When arian invaded Indian Subcontinent from central Asia. They crossed the Hindukash mountain and Indus river. They inhabited a larg city at Katas. It became the cultural center of this region۔ This region remained center of various fields of knowledge and craftsmanship. A university of linguistics was established in this region. This university remained there until the perid of Mahmood Ghaznavi. The famous geographer Alberuni learned Sanskrit from this university. In 1849, after British accession over Punjab, when Chakwal became a tehsil of district Jehlum. This region remained a center of loacal and foreigner scholars. They founded mosques and madaris and introduced courses in Hifz–e-Quran, Tafseer, Hadith, Fiqh and Arabic grammar. Scholars wrote books to spread Islamic teachings and worked on translations, interpretations and Quranic Studies both in speaking and writing. The first work found in this regard is penned by Qazi Abdul Haleem. He arranged a brief index of Qur'anic teachings. Maulana Muhammad Hassan Faizi elaborated Surah Al Fateha in in Arabic. In the 20th century, Maulana Qazi Saad ul din explained those verses of Quran in which the words Allah loves and Allah does not love. After Chakwal became A district in 1985, many scholars rendered their services in this regard. They translated the Holy Quran in Urdu and English. No collaborated work about these research efforts have been published by any research scholar, that is why this topic has been selected in order to highlight the services of scholars in translations, interpretations and Studies of the Holy Quran.

Keywords: *Research work, Scholars, Chakwal, Punjab, Quranic studies.*

موضوع کا تعارف و اہمیت:

چکوال شمالی پنجاب میں راولپنڈی ڈویژن میں واقع اہم ضلع ہے۔یہ سندھ ساگر دوآب کے تقریباً وسط میں واقع ہے۔یہ جغرافیائی طور پر سطح مرتفع کوہستانِ نمک (پوٹھوہار) کا حصہ ہے۔یہ سطح سمندر سے دو ہزار فٹ سے اڑھائی ہزار تک ہے۔چکوال شہر سرزمینِ دھنی کا مرکزی اور پرانا قصبہ ہے۔یہ جہلم کے مغرب میں اور راولپنڈی کے جنوب میں واقع

ہے [1]۔ ضلع چکوال خوبصورت پہاڑیوں، وادیوں اور جھیلوں پر مشتمل ہے۔ برطانوی دورِ حکومت میں ۲۳ مارچ ۱۸۴۹ء میں جہلم کو ضلع کا درجہ دیا گیا اور چکوال کو اس کی تحصیل بنایا گیا [2]۔ ۱۹۸۵ء تک چکوال جہلم کی تحصیل رہا۔ یکم جوئی ۱۹۸۵ء کو چکوال کو ضلع کا درجہ دیا گیا۔ اس میں چکوال کے ذیلی علاقے جھنگڑ، کَہون [3]، وَنہار [4] اور دَھن [5] کے ساتھ اعوان کاری اور پکھڑ کا علاقہ تلہ گنگ [6] بھی شامل کیا گیا [7]۔ تلہ گنگ کے ضلع بننے کے بعد ضلع چکوال اب کلر کہار، چو آسیدن شاہ اور تحصیل چکوال پر مشتمل ہے۔ چکوال کی تاریخ قدیم ہے۔ چکوال کا نام سدھر منہاس نامی شخص کے بیٹے چکو کے نام پر مشہور ہوا [8]۔ چکوال بنیادی طور پر بارانی زرعی علاقہ ہے۔ اس کا حسن اس کی خوب صورت سر سبز و شاداب پہاڑیاں، وادیاں اور جھیلیں ہیں۔ ضلع چکوال کے تفریحی مقامات میں سے کلر کہار جھیل، کھنڈوعہ جھیل، کٹاس کے مندروں کا گروپ "ست گھرا" وادی گندھالہ، قلعہ ملوٹ اور قلعہ کُسک ہیں۔

---

[1] ۔ انور بیگ آوان،، دھنی ادب و ثقافت (کشمیر بک ڈپو، چکوال) ص ۴۳۔

[2] لیاقت علی، ڈاکٹر، تاریخِ چکوال، تاریخ و ثقافت، ص ۴۱۔ ۱۸۴۹ء میں ضلع جہلم پنڈ دادن خان، جہلم، چکوال اور تلہ گنگ تحصیلوں پر مشتمل تھا۔ ۱۸۶۳ء میں ضلع جہلم کی تحصیل تلہ گنگ کو ضلع اٹک میں شامل کر دیا گیا۔ مزید دیکھیے ۔لیاقت علی خان، ڈاکٹر، تاریخِ چکوال تاریخ و ثقافت ۳۰، ۲۹۔

[3] ۔ وادی کہون کلر کہار سے چو آسیدن شاہ تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس جنت نظیر علاقہ میں ڈلوال، دوالمیال وغیرہ واقع ہیں۔ اس وادی میں صدیوں پرانا کٹاس مندر اور بدھ بادشاہ اشوک کی عبادت گاہ واقع ہے۔ ان پہاڑیوں سے قدیم فاسلز ملے ہیں۔

[4] ۔ ضلع چکوال کا ذیلی علاقہ ونہار چکوال سے ۲۴ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کا مرکز بوچھال کلاں ہے۔ یہ علاقہ کلر کہار سے منارہ اور سردھی سے وسنال تک کے علاقہ پر مشتمل ہے۔۔ اس یں نور پور، منارہ، جھامرہ، مکھیال اور میانی معروف گا آں ہیں۔

[5] ۔ علاقہ دھنی طبعی لحاظ سے ایک سطح مرتفع ہے۔ یہ بلندی پر واقع ہے اور کوہستانِ نمک کی طرف سے آنے والوں برساتی نالوں کی وجہ سے کٹا پھٹا ہے۔۔ دھن مغرب میر تھر چک سے سر کال مائر تک اور شمال نیلہ دولہا سے ڈھوک ٹاہلیاں کے درمیان میں واقع ہے۔ مزید دیکھیے انور بیگ آوان،، دھنی ادب و ثقافت، ص ۸

[6] ۔ تلہ گنگ چکوال کے مغرب میں واقع ہے۔ یہاں پر اکثریت اعوان برادری کی ہے۔ ۱۳ اکتوبر ۲۰۲۲ کو تلہ گنگ کو ضلع کا درجہ دے دیا گیا۔ ضلع تلہ گنگ اب تلہ گنگ، لاوہ اور ملتان خورد تحصیلوں پر مشمل ہے۔ تلہ گنگ ۱۹۰۱ء تا ۱۹۸۵ء تک ضلع اٹک کی تحصیل رہا۔ مقالہ میں تلہ گنگ کے اہلِ علم کی خدمات کو شامل نہیں کیا گیا۔

[7] ۔ لیاقت علی خان، ڈاکٹر، تاریخِ چکوال تاریخ و ثقافت، ص ۳۰

[8] عابد منہاس، انسائیکلوپیڈیا آف چکوال (کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ روڈ، چکوال) ص ۱۷۔ انور بیگ آوان،، دھنی ادب و ثقافت، ص ۴۵۔

جب آریا وسط ایشیا سے نقل مکانی کے بعد بر اعظم ہندو پاک میں داخل ہوئے تو انہوں نے ہندو کش اور دریائے سندھ کو عبور کرنے کے بعد چکوال کے سر سبز و شاداب علاقہ میں قیام کیا اور چکوال کے ذیلی علاقہ کہون میں کٹاس کے مقام پر بڑا شہر آباد کیا اور یہ اس علاقہ کا تہذیبی مرکز بن کر ابھرا۔ ایرانیوں، یونانیوں، مغلوں اور سکھوں نے اس علاقہ پر حملے کیے اور اس کے تہذیب و تمدن کو مسخ کر کے یہاں پر قابض ہونے کی کوششیں کیں۔ چکوال کی تاریخ قدیم ہے۔ یہ علاقہ قدیم دور میں علوم و فنون کا مرکز رہا۔ چکوال میں ہندو مذہب کا قدیم مرکز کٹاس ہے۔ اس کے عروج کے زمانہ میں اس علاقہ میں زبان دانی کی ایک یونی ورسٹی قائم ہوئی۔ سلطان محمود غزنویؒ کے دور میں البیرونیؒ نے اس یونیورسٹی میں ہندوؤں سے سنسکرت زبان سیکھی۔ کرنل محمد اسلم لکھتے ہیں: ''چکوال سے کوئی بیس میل جنوب کی جانب چو آسیدن شاہ سے ذرا مغرب میں ہندوؤں کا ایک نہایت متبرک مقام کٹاس واقع ہے جہاں کسی زمانے میں زبان دانی کی ایک یونیورسٹی بھی قائم تھی۔ ایک روایت کے مطابق البیرونی نے سنسکرت زبان کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے کچھ عرصہ کٹاس میں بھی گزارا''[9]۔ البیرونی نے اس کے ذریعے سے ہندوستانی تہذیب و تمدن کا عمیق مطالعہ کیا اور ان معلومات کو تحقیق ماللھند میں جمع کیا۔ یہ ہندوستانی معاشرہ پر کسی مسلمان کی پہلی جامع کتاب ہے۔

یہ علاقہ ہندو مت اور بدھ مت ثقافت کا مرکز رہا ہے۔ اس علاقہ میں ہندو مت، جین مت اور بدھ مت کے پیروکاروں کی عبادت گاہوں اور تعلیمی درس گاہوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ قدیم دور میں چکوال کے اسی علاقہ میں سنگھاپورہ کا شہر کٹاس کے نواح میں شمالی میدان میں واقع تھا۔ اس کے نام پر سنگھاپورہ کی ریاست تھی۔ انور بیگ اعوان لکھتے ہیں: ''ہیون سانگ کے سفر نامہ کے مطابق سنگھاپورہ کے مقام پر بھی ایک بدھ یونی ورسٹی تھی جو علم و ادب کی اشاعت اور تہذیب و ثقافت کی ترویج میں ٹیکسلا سے کسی طور پر کم نہ تھی''[10]۔ ایک اور مقام پر انور بیگ اعوان لکھتے ہیں: ''اس تمام تفصیل سے عیاں ہے کہ سنگھاپورہ وادی گندھالہ میں واقع تھا لیکن جنرل کننگھم پہلا شخص تھا جس نے یہ خیال پیش کیا کہ کٹاس ہیون سانگ کا سنگھا پورہ ہے[11]۔ حقیقت یہ ہے کہ سنگھاپورہ کٹاس کے نواح میں تھا۔ اس سنگھاپور کو ہیون سانگ نے سنگ ہو پولو کہا۔ اشوک (۲۳۲ تا

---

[9] محمد اسلم، لبیرونی، چکوال میں، در تاریخ چکوال تاریخ و ثقافت، مرتب، لیاقت علی خان، ڈاکٹر (سنگِ میل پبلشی کیشنز، لاہور، ط، ۲۰۱۹ء) ص ۱۳۵۔

[10]۔ انور بیگ، پروفیسر، ضلع چکوال کی تاریخ اور آثار قدیمہ در تاریخ چکوال، ص ۶۸۔

[11]۔ انور بیگ، پروفیسر، ضلع چکوال کی تاریخ اور آثار قدیمہ در تاریخِ چکوال، ص ۶۷

۲۷۳ق م) نے چو آسیدن شاہ کے قریب سنگھا پورہ کی وادی گندھالہ میں ایک سٹوپا بھی تعمیر کرایا تھا[12]۔ سنگھا پورہ میں جینیوں کا مندر بھی تھا۔ اس علاقہ میں کٹاس کے مقام پر ہندوؤں کے معروف روحانی مرکز "ست گھرا" مندروں کا ایک کمپلیکس موجود ہے[13]۔ مہابھارت کے ہیرو پانڈوؤں نے اپنے بارہ سالہ بن باس کا کچھ حصہ دویتیہ ونا جھیل موجودہ کٹاس کے قرب وجوار میں گزارا اور کٹاس میں ست گھرا تعمیر کیا[14]۔ ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے بارہ سی جلاوطنی اپنے سسرال کے علاقہ پنجند میں بسر کی۔ پنجند کا علاقہ نیلہ دلہا یا بھون کا علاقہ ہے[15]۔

چکوال قدیم دور سے علمی اور عسکری لحاظ سے اپنی مخصوص پہچان کا حامل رہا ہے۔ یہ علاقہ غازیوں اور شہیدوں کی سرزمین ہونے ساتھ علوم وفنون کا مرکز رہا ہے۔ شاہ مراد جیسے صوفی شاعر کا مولد ہے۔ یہ علاقہ اسلامی دور سے قبل بھی علوم و فنون کا مرکز رہا ہے۔ اس علاقہ میں صوفیاء، علماء اور دانشوروں نے اصلاحی، تعلیمی، سیاسی، مذہبی اور تصنیفی خدمات سرانجام دیں ۔ اس علاقہ میں صوفیاء، علماء اور دانشوروں نے اصلاحی، تعلیمی، سیاسی، مذہبی اور تصنیفی خدمات سرانجام دیں۔ اس علاقہ کے اہلِ علم نے تصنیفی میدان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ حضرت سخی سیدن شاہ شیر ازیؒ (۱۶۹۲ء۔ ۱۷۶۳ء) اس علاقہ کے معروف صوفی بزرگ تھے[16]۔ ان کا شجرہ نسب یہ ہے۔ سخی سیدن بن سید فیروز شاہ بن سید شاہ محمد بن سید شمس شیر ازی بن شیر علی شیر ازی۔ ان کے جد امجد شیر علی شیر ازی ہمایوں کی فوج میں سکندر شاہ بن شیر شاہ سوری سے لڑائی کے لیے آئے[17]۔ حضرت سخی سیدن نے اس علاقہ میں اصلاحی خدمات سرانجام دیں۔ موضع بھون میں قاضی حسام الدین بھٹی کو عہدِ عالمگیری میں سرکاری قاضی مقرر کیا گیا۔ انہوں نے بھون میں مسجد قاضیاں میں تدریس کی۔ اسی خاندان کے قاضی محمد غوث اور قاضی محمد سلیمان بھی تھے جن کا درس اس علاقہ میں مشہور تھا[18]۔

---

[12]۔ انور بیگ آوان،، دھنی ادب وثقافت، ص۱۷۔

[13]۔ انور بیگ، پروفیسر، ضلع چکوال کی تاریخ اور آثارِ قدیمہ در تاریخِ چکوال، ص۶۷۔ شری کٹاس راج کوہستانِ نمک کے درمیان چکوال سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ کٹاس کا ذکر مہابھارت میں بھی ملتا ہے۔

[14]۔ انور بیگ اعوان، ضلع چکوال کی تاریخ، تاریخ چکوال، تاریخ وثقافت، ص ۵۴۔ انور بیگ، دھن ملوکی، چکوال، کشمیر بک ڈپو، ص۱۷۔

[15]۔ انور بیگ اعوان، دھنی ادب وثقافت، چکوال، کشمیر بک ڈپو، ص ۴۲۔

[16] عابد منہاس، تذکرہ اولیائے چکوال (کشمیر بک ڈپو، چکوال) ص ۲۰۶

[17] عابد منہاس، تذکرہ اولیائے چکوال، ص۲۰۷

[18]۔ انور بیگ آوان،، دھنی ادب وثقافت، ص ۲۲

۱۸۵۷ء میں جنگِ آزادی کے بعد علماءِ کرام نے قرآنی تعلیمات کے فروغ کے لیے اور مسیحیت کی یلغار کی روک تھام کے لیے مساجد اور مدارس کی تاسیس کی۔ اس علاقہ کے اہلِ علم نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپو، دار العلوم دیوبند اور رامپور کے دینی مدارس سے تعلیم حاصل کی اور پھر اس علاقہ میں مساجد اور مدارس قائم کیے اور ان مدارسِ میں حفظِ قرآن، تفسیر، حدیث ، فقہ ، اصول الفقہ، منطق اور عربی گرائمر کی تعلیم کو رائج کیا۔ اس طرح یہ علاقہ دینی علوم کی تدریس کا مرکز بن گیا۔ اہلِ علم نے اس علاقہ میں اسلامی علوم کے فروغ کے لیے عربی، فارسی اور اردو میں نثر و نظم میں کتب تحریر کیں اور قرآن مجید کے تراجم، تفاسیر اور علوم القرآن پر تحریری اور تقریری کام کیا۔ اس علاقہ کی ممتاز علمی شخصیات درج ذیل ہیں۔ چکوال میں قرآنی علوم میں ابتدائی کام مولانا حافظ محمد سعید چک ملوکیؒ (پیدائش ۱۷۶۰ء۔ متوفیٰ ۱۸۶۰ء) نے کیا۔ وہ انیسویں صدی کے آغاز میں موضع چک ملوک تحصیل چکوال میں منہاس قوم میں پیدا ہوئے[19]۔ حافظ محمد سعید نے مولانا قاضی عبدالحلیم ساکن ڈھاب کلاں (متوفیٰ ۱۸۸۲ء) سے دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ کا مزار چک ملوک میں بڑے قبرستان میں واقع ہے۔ حافظ محمد سعید نے تشابہات پر پنجابی زبان میں ایک جامع منظوم رسالہ تحریر کیا۔ اس میں سورتوں کے رکوعات اور ان کے مضامین کو پنجابی میں منظوم کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ ۳۴ صفحات پر مشتمل ہے اور غیر مطبوعہ ہے۔ مولانا قاضی عبدالحلیم چکوالیؒ (متوفیٰ ۱۸۸۲ء) کا ملتا ہے ۔ انہوں نے قرآن مجید کے مضامین اور احکام کا ایک مختصر اشاریہ تحریر کیا۔ مولانا محمد حسن فیضیؒ نے ادبی لحاظ سے صنعتِ مہملہ میں سورۃ الفاتحہ کی عربی زبان میں (غیر منقوط) تفسیر تحریر کی جو اس موضوع پر اس علاقہ میں پہلا تفسیری کام ہے۔ مولانا قاضی سعد الدینؒ نے بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں قرآن مجید کی ان آیات کی تفسیر کی ہے جن آیات میں یُحب اور لایُحب مذکور ہے۔ اس لحاظ سے یہ قرآن مجید کی منتخب آیات کی جزوی تفسیر ہے۔ مولانا غلام محمدؒ (متوفیٰ ۱۹۰۷ء) فاضل مدرسہ سہارنپور، قاضی غلام ربانیؒ، مولانا کرم الدین دبیرؒ، مولانا عبدالرؤف بوچھالوی (متوفیٰ ۱۹۸۱ء)، مولانا محمد حیات (نورپور) اور مولانا قاضی غلام حسن فاضل مدرسہ سہارنپور اس دور کے مشہور فاضل علماء تھے جنہوں نے اس علاقہ میں اسلامی تہذیب و تمدن کے احیاء کے لیے انتھک کوششیں کیں اور قرآن مجید کے دروس کا خصوصی اہتمام کیا۔

مولانا کرم الدین دبیر (متوفیٰ ۱۹۴۶ء) موضع بھیں ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ مولانا کرم الدین نے آفتابِ ہدایت تحریر کی۔ مولانا دبیر نے اپنی بعض کتب میں بعض آیات کی تفسیر بیان کی اور آفتابِ ہدایت میں اصحاب ثلاثہ کے فضائل کا

[19] عابد منہاس، تذکرہ اولیائے چکوال، (کشمیر پبلی کیشنز نزد سبزی منڈی ط دوم، ۲۰۱۹ء) ص ۲۱۶۔

ثبوت قرآن مجید سے پیش کیا[20]۔ انہوں نے السیف المسلول لاعداء خلفاء الرسول میں چالیس قرآنی دلائل سے خلافتِ راشدہ ثابت کی ۔ چکوال کے علاقہ ونہار کے شیعہ عالم مولانا فیض محمد مکھیالوی (متوفیٰ ۱۹۴۸ء) نے بھی اس علاقہ میں دینی خدمات سرانجام دیں۔ چکوال میں مولانا احمد دین نے بھی جالی والی مسجد میں قرآنی دروس کا اہتمام کیا۔ ۱۹۵۰ء میں حضرت پیر حافظ غلام حبیب نقشبندیؒ نے چکوال میں مسجد ملنگاں والی میں صبح کی نماز کے بعد مکمل قرآن مجید کا مسلسل درسِ قرآن بلاناغہ بیس سال درسِ دیا۔ انہوں نے چکوال اور اس کے مضافات میں دینی پروگراموں میں دروسِ قرآن کا اہتمام کیا۔ مولانا سید محمد زبیر شاہؒ نے چکوال شہر میں مدرسہ غوثیہ میں شعبان اور رمضان میں دورہ تفسیر کا آغاز کیا اور مسلسل کئی سال اس کی خود تدریس کی اور تفسیری مباحث کی جامع تفسیر کی۔ مولانا محمد یونس فاضل جامعہ امینیہ ساکن لوہاراں نے بھی دروسِ قرآن کا اہتمام کیا اور اردو میں ترجمہ قرآن کیا۔ یہ غیر مطبوعہ ہے۔ صوفی بزرگ سید اسد الرحمان قدسی (متوفیٰ ۱۹۷۷ء) نے بھی قرآنی تعلیمات کی روشنی میں تزکیہ نفوس پر توجہ صرف کی۔ سید ناصر الدین اسد الرحمان قدسی بن مولانا حبیب الرحمان ۱۸۹۳ء کو بھوپال میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا شاہ نجف علی شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے خلیفہ تھے۔ قدسی صاحب والد کی وفات کے بعد ان کی مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے۔ ان کا زیادہ وقت عبادت و ریاضت اور وعظ و ارشاد میں گزرنے لگا۔ قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان آگئے اور بالآخر بھون تحصیل چکوال کو اپنا مستقل مسکن بنایا۔ اپنے دور معروف صوفی بزرگ اور قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کی کتب زیادہ تر تصوف پر ہیں[21]۔ مولانا قاری شیر محمد ارشدؒ نے مولانا حسین علی الوانیؒ کے تفسیری طرز پر چکوال میں عوام و خواص کے لیے دروسِ قرآن کا خصوصی اہتمام کیا اور اپنے مدرسہ میں دورہ تفسیر کی خود تدریس کی۔ مولانا محمود الحسن غضنفر نے بھی مرکز اہلحدیث چھپڑ بازار میں عوام الناس کے لیے دروسِ قرآن کا اہتمام کیا۔ آغا محی الدین کاظم نے ڈھڈیال میں طلبہ کے لیے قرآن مجید کی تحقیقات کے لیے خصوصی لیکچرز کا اہتمام کیا۔ ۱۹۸۵ء میں چکوال کے ضلع بننے کے بعد اس علاقہ کے علماء کے علاوہ دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھی قرآنی خدمات سرانجام دی ہیں۔ جناب کعب شریف ساکن بَھلہ نزد چکوال شہر نے نیپال میں ملازمت کے دوران نیپالی علماء سے قرآن مجید کا پالی زبان میں مکمل ترجمہ کروایا جس کا قلمی نسخہ ان کے پاس

[20] دبیر، کرم الدین، آفتابِ ہدایت، مرتب، عبد الجبار سلفی (سلامک سنٹر بھنڈی بازار، بمبئی، ط نہم ۲۰۱۴ء) ص ۷۱۔ ۷۴۔

[21]۔ اختر راہی، تذکرہ علمائے پنجاب (مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، لاہو، ط اول ۱۹۸۰ء) ص ۱۱۱، ۱۱۰۔

محفوظ ہے۔ ہر پارے کا الگ ترجمہ پالی میں کیا گیا ہے[22]۔ ڈاکٹر کرنل محمد ایوب خان نے اردو اور انگلش میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔ جناب عارف علوی نے ذخیرہ الفاظ کی مدد سے قرآن مجید کا ترجمہ "تذکیر القرآن" تحریر کیا اور یہ مطبوعہ ہے۔ ایڈووکیٹ نور علی شکوری نے سورت یوسف کی اردو میں تفسیر لکھی۔ یہ تفسیر غیر مطبوعہ ہے۔

اس علاقہ کے اہلِ علم کی قرآنی خدمات کا دائرہ وسیع ہے. اس مقالہ میں ضلع چکوال کے اہلِ علم کے قرآن مجید کے تراجم، تفاسیر اور علوم القرآن میں تحریری خدمات کو زیرِ بحث لایا گیا۔ اس مقالہ میں تلہ گنگ کے اہلِ علم کی قرآنی خدمات کو شامل نہیں کیا گیا کیوں کہ اب تلہ گنگ مستقل ضلع بن گیا ہے۔ تلہ گنگ ۱۹۸۵ء سے ۲۰۲۲ تک ضلع چکوال کی تحصیل رہا۔ اس سے پہلے تلہ گنگ ضلع اٹک کی تحصیل تھا۔ چکوال کے اہلِ علم کی قرآنیات پر خدمات کا یکجا جامع تذکرہ کسی محقق نے کسی مقالہ اور کتاب میں نہیں کیا تھا۔ اس لیے اس علاقہ کے اہلِ علم کی اسلامی خدمات میں سے قرآن مجید کے تراجم، تفاسیر اور علوم القرآن میں خدمات کو منظرِ عام پر لانے کے لیے یہ عنوان منتخب کیا گیا۔ اس کام کی افادیت یہ ہے کی ایک علاقہ پر اہل علم کا قرآنیات پر یکجا تحقیقی کام مل جائے گا اور اس پر مقالات میں مزید تحقیقی کام کرنا آسان ہو جائے گا۔

۱۔ مولانا قاضی عبد الحلیم چکوالیؒ (متوفی ۱۸۸۲ء)

احوال و آثار:

مولانا قاضی عبد الحلیم ۱۱۴۰ھ مطابق ۱۷۲۷ء میں موضع نکہ کہوٹ تحصیل تلہ گنگ میں حافظ فتح نور کے گھر میں پیدا ہوئے[23]۔

آپ کا تعلق کہوٹ قریش خاندان سے تھا اور سلسلہ نسب حضرت علی المرتضیٰؓ کے بیٹے حضرت عباسؓ سے ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد عراق سے ہندوستان آئے۔ آپ کے والد نکہ کہوٹ سے تحصیل چکوال ضلع جہلم منتقل ہو گئے اور چکوال کے

[22] ۔ قرآن مجید کے پالی زبان میں ترجمہ کا ان کے پاس قلمی نسخہ ہے۔ صدر ضیاء الحق کے دور میں وزارت مذہبی امور کی جانب سے ان کو یہ پیشکش کی گئی کہ ہم اس کو شائع کرنا چاہتے ہیں۔ کعب شریف کا موقف یہ تھا کہ وہ اس کو خود شائع کریں گے۔ ارا قم الحروف نے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔

[23] ۔ سعید الظفر، سوانح حیات اعلی حضرت پیر قاضی عبد الحلیم قادری چشتی، ص ۲۵۔ تذکرہ علمائے اہل سنت کے مؤلف مولانا عبد الحلیم نے ان کی پیدائش کا سال ۱۱۶۰ھ تحریر کیا مزید دیکھیے عبد الحلیم، تذکرہ علمائے اہلِ سنت ضلع چکوال (جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ لائن پارک، چکوال) ص ۵۳۔ ان کی پیدائش کا جو سال ان کے پڑپوتے نے لکھا وہ زیادہ مستند معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے خاندان کی روایات کی روشنی میں لکھا۔

مضافات میں موضع ڈھاب کلاں میں سکونت اختیار کی۔ مولانا عبد الحلیم نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ مولانا قاضی عبد الحلیم نے پادشاہاں تحصیل چکوال میں اور بھکڑی نزد چکوال میں مولانا اخوند ہزاروی سے بھی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے علاقہ چکوال میں علومِ دینیہ کی تدریس کی۔ آپ روحانی منازل طے کرنے کے لیے سیال شریف کی خانقاہ سے وابستہ ہوئے اور تاحیات اسی خانقاہ سے وابستہ رہے[24]۔ مولانا عبد الحلیم پنجابی میں فی البدیہ شعر بھی کہتے تھے۔ ان کے اشعار کا ایک مجموعہ ان کی اولاد کے پاس موجود ہے۔ مولانا قاضی عبد الحلیم نے ڈھاب کلاں تحصیل ضلع جہلم کی جامع مسجد میں دینی تعلیم کے فروغ کے لیے ایک مدرسہ قائم کیا۔ یہاں صَرف و نحو، بلاغت، فقہ، منطق، علمِ حدیث اور علمِ تفسیر کی تعلیم دی جاتی تھی۔ مولانا خود بھی اس میں قرآنی علوم اور اسلامی علوم کی تدریس کرتے تھے۔ یہ اس علاقہ میں حفظ و ناظرہ اور علومِ شرعیہ کا ایک بڑا مرکز تھا۔ اس مدرسہ میں دور دراز سے طلبہ حصولِ علم کے لیے آتے تھے۔ مولانا عبد الحلیم کے ہاں رہائشی طلبہ رہتے تھے۔ آپ اپنے زمانہ میں حافظ، عالم اور مفتی تھے۔ اورنگزیب ثانی غازی اسد خان کے دور کے میں قاضی عبد الحلیم کو تحصیل چکوال کا قاضی مقرر کیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کو ضلع جہلم کا قاضی مقرر کیا گیا۔ انجم سلطان شہباز لکھتے ہیں کہ آپ کو علاقہ دھن، کہون اور خطہ پوٹھوہار کا قاضی مقرر کیا گیا[25]۔ آپ پنجابی زبان کے شاعر بھی تھے۔ آپ نے اپنا منظوم پنجابی کلام حضرت شمس العارفین سیالوی کی خدمت میں میں بھیجا۔ حضرت سیالوی نے بذریعہ خط ان کو خلافت عطا فرمائی[26]۔ آپ نے یکم رمضان ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۲ء میں ایک سو ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی[27]۔

مولانا عبد الحلیمؒ کی قرآنی خدمات:

جن شخصیات نے انیسویں صدی عیسوی میں قرآن مجید کے اشاریے تحریر کیے ہیں ان میں مولانا قاضی عبد الحلیم (متوفیٰ ۱۸۸۲ء) ساکن موضع ڈھاب تحصیل چکوال ضلع جہلم کا نام نمایاں ہے۔ انہوں نے اختصار سے قرآنی مضامین و احکام کا اشاریہ تیار کیا۔ قاضی عبد الحلیم کے کتب خانہ سے قرآنی مضامین پر یہ رسالہ قاضی فیض نور کو ملا۔ اس کے بعد یہ رسالہ

---

[24]۔ انجم سلطان، شہباز، تذکرہ اولیائے جہلم (بک کارنر شوروم بک سٹریٹ، چکوال، ط دوم ۲۰۲۱ء) ص ۲۰۷۔ عبد الحلیم، تذکرہ علمائے اہلِ سنت ضلع چکوال، ص ۵۳۔

[25]۔ انجم سلطان، شہباز، تذکرہ اولیائے جہلم، ص ۲۰۷۔

[26]۔ ایضا، ص ۲۰۹

[27]۔ سعید الظفر، سوانح حیات اعلی حضرت پیر قاضی عبد الحلیم قادری چشتی، ص ۲۳۲

ان کے پڑپوتے سعید الظفر کو اپنے دادا قاضی فیض نور کے پاس منتشر اوراق میں ملا۔ اس نے اس کو یکجا جمع لیا اور اس کو اپنی تصنیف ''سوانح حیات اعلیٰ حضرت پیر عبدالحلیم''میں شامل کیا۔

قرآنی احکام پر مشتمل رسالہ کا تعارف:

یہ رسالہ سوانح حیات قاضی عبدالحلیم کے صفحہ نمبر ۱۳۱ تا ۱۴۵ پر موجود ہے[28]۔ مکمل قرآن مجید میں سے تقریباً ۱۳۰ احکامِ قرآنیہ اور قرآنی علوم و معارف کی اختصار سے نشاندہی کی گئی ہے۔ اس میں کسی حکمِ خداوندی کے اندراج کے لیے انہوں نے پارہ نمبر اور آیت نمبر درج کی ہے۔ اس میں اختصار زیادہ ہے۔ یہ مختصر رسالہ قرآنی مضامین کا ایک اشاریہ ہے جس کے ذریعے سے احکام الٰہیہِ کو قرآن مجید سے آسانی کے ساتھ تلاش کیا جاسکتا ہے قرآنی مضامین کے اشاریہ سے ان کی قرآن مجید سے خصوصی دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے۔ مولانا عبدالحلیم کا روزمرہ کا اہم معمول اور سب سے بڑا وظیفہ قرآن مجید کی تلاوت تھا۔ آپ نے زندگی میں ہزاروں ختم کیے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا عبدالحلیم قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ اس میں غور و فکر بھی کرتے تھے اور قرآنی مضامین اور احکام کو الگ سے نوٹ بھی کر لیتے تھے۔ انسانی زندگی کا کوئی پہلو اور کوئی رخ ایسا نہیں جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی بھرپور رہنمائی نہ کی ہو اور صاحبِ قرآن نے اپنے اسوۂ حسنہ میں کامل نمونہ نہ چھوڑا ہو۔ قرآن مجید دیکھنے میں تو ایک مختصر سی کتاب ہے لیکن اس کی ہمہ گیریت کا یہ عالم ہے کہ زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کے متعلق اس میں رہنمائی موجود نہ ہو اور پھر رہنمائی بھی ایسی جو ہر زمانے میں دنیا کے ہر انسان کے لیے قندیلِ راہ بن سکے۔ علماء نے ہر زمانہ میں اس کتاب کے علوم و معارف کی تفہیم کے لیے قرآنی احکام و مضامین کے اشاریے مرتب کیے ہیں۔ قرآن مجید ہر عصر اور ہر نسل کے لیے نسخہ شفا اور کتابِ ہدایت ہے۔

۲۔ علامہ محمد حسن فیضیؒ (متوفیٰ ۱۹۰۱ء)

احوال و آثار:

مولانا محمد حسن فیضی موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ مولانا فیضی نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ سے حاصل کی۔ اس علاقہ کے معروف مصنف اور مناظر مولانا کرم الدین دبیر ساکن بھیں ان کے چچازاد بھائی تھے۔ مولانا فیضی مصنف ہونے کے ساتھ ایک قادر الکلام شاعر اور ماہر مناظرِ اسلام بھی تھے۔ انہوں نے ایک غیر منقوط قصیدہ بھی تحریر

[28] ۔ سعید الظفر، سوانح حیات اعلی حضرت پیر قاضی عبدالحلیم قادری چشتی، ص ۲۳۲

کیا تھا اور اس کو مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ سیالکوٹ میں ایک بحث میں پیش کیا تھا کہ اس غیر منقوط قصیدہ کا مرزا غلام احمد یا ان کے دستِ راست حکیم نور الدین اس کا اردو ترجمہ کر دیں تو وہ ان کی علمی قابلیت کا اعتراف کر لیں گے۔ مرزا غلام احمد نے اس قصیدہ کا ترجمہ کیے بغیر ان کو واپس کر دیا۔ مولانا فیضی کی عمر کا زیادہ حصہ جامعہ نعمانیہ لاہور میں تدریس میں گزرا اور وہ جوانی میں ہی فوت ہو گئے۔ مولانا محمد حسن فیضی کا یہ قصیدہ عربی ادب کا شاہکار ہے۔ اس کا ترجمہ بعض علماء نے کیا ہے۔ اس سے زیادہ ان کے حالاتِ زندگی دستیاب نہیں[29]۔ انہوں نے علمِ مواریث میں القرائض فی الفرائض تحریر کی اور دار الحرب میں سود کے حوالے سے روض الربیٰ رسالہ تحریر کیا۔ ان رسائل پر الگ سے تحقیق ہو سکتی ہے۔

مولانا فیضیؒ کی تفسیری خدمات:

جن شخصیات نے قرآن مجید کی تفسیر پر ادبی پہلو سے کام کیا ان میں سے چکوال کی نمایاں شخصیت علامہ محمد حسن فیضی کی ہے۔ ان کو غیر منقوط تحریر پر قدرت حاصل تھی اس لیے علامہ فیضی نے سورۃ الفاتحہ کی عربی زبان میں غیر منقوط تفسیر کی۔ یہ تفسیر غیر مطبوعہ ہے۔ ان کو اس تفسیر کے شائع کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ پروفیسر اختر راہی لکھتے ہیں کہ مولانا محمد حسن فیضی نے سورت فاتحہ کی صنعتِ مہملہ (غیر منقوط) تفسیر تحریر کی تھی[30]۔ پروفیسر ممتاز احمد سدیدی اور جناب ثاقب رضا نے مولانا فیضی کے حالاتِ زندگی جمع کیے ہیں اور احوال و آثار فیضی کے نام سے شائع کیا۔ اس میں اس تفسیر کا ذکر کیا گیا ہے[31]۔ راقم الحروف نے اس تفسیر کی تلاش کے لیے ان کے خاندان کے مختلف افراد سے رابطہ کیا تاہم ان سے کچھ نہیں ملا۔ مولانا عبد الجبار سلفی راقم الحروف کے استفسار پر یہ اطلاع دی کہ انہوں نے سے اس کی ایک کاپی پندرہ سال قبل اورینٹل کالج پنجاب یونی ورسٹی لاہور کی لائبریری میں دیکھی تھی۔ یہ تفسیر ۲۲ صفحات پر مشتمل تھی اور بوسیدہ حالت میں تھی۔ اس تفسیر کی ادبی اور علمی لحاظ سے بڑی اہمیت ہے۔ مولانا فیضی کی جامعہ نعمانیہ میں تدریسی خدمات اور ان کی دعوتی خدمات پر بھی تحقیق کام ہو سکتا ہے۔

---

[29] ۔ عبد الحلیم، تذکرہ علمائے اہلِ سنت ضلع چکوال، ص ۹۷

[30] ۔ اختر راہی، تذکرہ علماءِ پنجاب (مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور، ط ۲، ۱۹۹۸ء) ص ۶۵۲۔ ۶۵۴۔

[31] ۔ سدیدی، ممتاز احمد، ثاقب رضا، محمد، احوال و آثار فیضی (ورلڈ ویو پبلشرز اردو بازار، لاہور، ط اول ۲۰۲۰ء) ص ۲۴۔

۳۔ مولانا قاضی سعد الدینؒ (متوفیٰ ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۹۰۷ء)

احوال و آثار:

مولانا قاضی محمد سعد الدینؒ موہڑہ کدلتھی نزد موضع بھیں تحصیل چکوال میں ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علومِ اسلامیہ کی تعلیم اپنے والد مولانا قاضی غلام محمد چشتیؒ سے اپنے گاؤں کدلتھی میں حاصل کی۔ مولانا قاضی غلام محمدؒ جنگِ آزادی سے پہلے مغلیہ دور کے آواخر میں اور انگریز دور میں چکوال سے شمال کی طرف دس کلامیٹر دور موضع کدلتھی ضلع جہلم میں علومِ شرعیہ کے مدرس تھے۔ کدلتھی (موجودہ نام موہڑہ شریف ہے)۔ مولانا قاضی سعد الدینؒ نے اپنے والد کے قائم کردہ دارالعلوم میں علومِ اسلامیہ کی تدریس کی۔۔ مولانا غلام محمد کا دارالعلوم اس علاقہ کا اہم دینی مرکز تھا۔ انہوں نے ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں وفات پائی۔ مولانا قاضی سعد اللہ کو اپنے والد کے والد ماجد کے پہلو میں موضع کدلتھی میں دفن کیا گیا[32]۔

مولانا قاضی سعد الدینؒ کی تفسیر "مرءۃ المحبوبین" کا تعارف:

مولانا قاضی سعد الدین نے فارسی زبان میں قرآن مجید میں ان آیات کی تفسیر کی ہے جن آیات میں یُحب اور لایحب کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے۔ یہ قرآن مجید کی منتخب آیات کی عربی اور فارسی میں مخلوط جزوی تفسیر تحریر کی ہے۔ یہ تفسیر غیر مطبوعہ ہے۔ اس میں انہوں نے قرآن مجید کے ان سترہ مقامات کو جمع کیا گیا ہے جہاں پر یُحِبّ کے لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے اور اسی طرح اس میں ان مقامات کی تفسیر بیان کی ہے جن میں لایحب ہے۔ قاضی سعد الدین لکھتے ہیں: در مصحف شریف بیان کنندہ معانی لطیف بالفاظ یحب ولایحب و معترف ام بنظر ضعیف و مطلع شدم در ہفدہ جا بیحب وبست وسہ جا بلا یحب پس داخل کردمبعض را در بعض مثلا یحب در ہشت وصل و لا یحب نیز در ہشت فصل۔ نام نہاد شد ایں مجموعہ بمرأۃ المحبوبین[33]۔ اس قلمی نسخہ کو مرأۃ المحبوبین سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ قلمی نسخہ دو اجزاء میں تحریر کیا گیا اور چھے سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس مخطوطہ کے دو نسخے مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان نزد رحمان آباد میٹرو سٹاپ راولپنڈی میں محفوظ

---

[32] ۔ مرید احمد، فوز المقال پیر خلفائے سیال، ج۷، ص ۳۱۴۔۳۱۶۔

[33] ۔ سعد الدین، مرأۃ المحبوبین، مخطوطہ (کتب خانہ گنج بخش در مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، راولپنڈی) ص ۷

ہیں[34]۔ قاضی سعد الدین نے پہلے حصہ کے آٹھ ابواب میں ان آیات کا ذکر کیا جن میں یحب کا ذکر ہے اور دوسرے حصے میں ان آیات کا ذکر ہے جن میں لایحب کا ذکر ہے۔ اس موضوع پر اس علاقہ میں اپنی نوعیت کا پہلا کام ہے۔ مولانا قاضی سعد الدین لکھتے ہیں: "یحب را در ہشت وصل ولایحب را در ہشت فصل"[35]۔ اس کتاب کے دو نسخے ہیں۔ ایک نسخہ میں وصل اور فصل جلی حروف کے ساتھ سیاہ روشنائی سے لکھے گئے ہیں اور آیت بھی جلی حروف میں تحریر کی گئی ہے۔ قاضی سعد اللہ نے ہر عنوان کو الوصل کے عنوان سے موسوم کیا اور ایک عنوان سے متعلق آیات کو الوصل کے عنوان کے تحت جمع کیا گیا ہے مثلا الوصل السابع فی التوکل قولہ تعالیٰ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین۔ اس میں الوصل السابع جلی حروف میں ایک نسخہ میں سیاہ روشنائی سے لکھا گیا ہے جبکہ دوسرے نسخہ میں شنگرف سے تحریر کیا گیا۔ آیات کی تفسیر میں احادیث، اقوالِ صحابہ اور علماء کے اقوال بیان کیے گئے ہیں۔ ایک نسخہ جس کا خط زیادہ بہتر نہیں ہے اس کے صفحات ۵۹۰ ہیں۔ اس کے پہلے حصہ کے ۳۴۴ صفحات ہیں۔ یہ خطِ نستعلیق میں لکھا گیا ہے اور دوسرا نسخہ ۶۶۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسرے نسخہ خوشخط تحریر کیا گیا ہے۔ مکمل سیاہ روشنائی سے اچھے کاغذ پر تحریر کیا گیا ہے۔ مخطوطہ کے آخر میں ۱۸ ماہ شعبان ۱۳۰۵ھ تاریخ رقم کی گئی ہے[36]۔

۴۔ مولانا عبد الرؤف بوچھالویؒ (متوفی ۱۹۸۱ء)

احوال و آثار:

مولانا عبد الرؤف بوچھالویؒ بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں چکوال کے علاقہ ونہار کے گاؤں بوچھال میں محمد خان کے گھر پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم ضلع اٹک کے مدارس میں حاصل کی۔ انہوں نے علومِ عقلیہ کی تحصیل موضع اَنّھی ضلع گجرات میں جامع المعقول مولانا غلام رسول سے حاصل کی۔ انہوں نے ۱۹۴۳ء میں حدیث اور تفسیر کی اعلیٰ تعلیم واں بھچراں میں حضرت مولانا حسین علی الوانیؒ سے استفادہ کیا اور تفسیر میں مہارت حاصل کی۔ انہوں نے فراغت کے بعد اپنے آبائی علاقہ بوچھال کلاں میں خدمات سرانجام دیں۔ مولانا سید محمد حسین نیلوی لکھتے ہیں: "آپ جید اور سادہ مزاج عالِ باعمل تھے۔ حضرت جی (مولانا حسین علی) جب کہیں دورہ پر جاتے تو ان کو ساتھ رکھتے تھے کیونکہ ان میں ملکہ تھا کہ مسئلہ کو عام فہم

[34]۔ منزوی، احمد، فہرست نسخہ ہائے خطی (کتب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان، راول پنڈی) ج ۲، ص ۷۸۹۔ راقم الحروف نے ۴ جولائی ۲۰۲۲ء کو اس قلمی نسخہ کو خانہ فرہنگ راولپنڈی میں کیا۔

[35] ۔ سعد الدین، مرآۃ المحبوبین، ص ۷

[36] ۔ ایضا، ص ۵۹۰

انداز میں سمجھا لیتے تھے۔ انہوں نے بھی حضرت جی سے قرآن مجید کا ترجمہ مع تفسیر کے پڑھا۔ اور اپنے علاقہ میں تقریروں کے ذریعے لوگوں تک مسئلہ توحید پہنچاتے رہے"[37]۔ انہوں نے کچھ عرصہ ضلع خوشاب میں بھی کام کیا۔ قرآن مجید کے دروس کا اہتمام کیا۔ انہوں نے ان دروس میں عقائد و افکار کی اصلاح اور سنت کی ترویض پر زور دیا۔ ان کا تصنیفی کام قرآن مجید کے حوالے سے زیادہ تھا اور ان کی اولاد اور شاگردوں کے پاس غیر مطبوعہ تھا۔ ان کی وفات ۸ جنوری ۱۹۸۱ء میں ہوئی۔

رسالہ رؤوفیہ دربیان کلمہ طیبہ و شش کلمہ:

انہوں نے رسالہ رؤوفیہ دربیان نماز و شش کلمہ تحریر کیا۔ اس میں چند سورتوں اور آیات کا اردو اور پنجابی میں ترجمہ کیا۔

۵۔ مولانا مفتی عثمان غنیؒ (متوفی ۱۹۹۷ء)

احوال و آثار:

مولانا مفتی عثمان غنی ۱۹۱۳ء میں موضع چاولی تحصیل چکوال ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم حضرت مولانا نور احمد خلیفہ خواجہ احمد میرویؒ سے چاولی میں حاصل کی۔ اس کے علاوہ مفتی عطا محمد ساکن رتہ شریف رتوی اور مولانا ولی اللہ سے حاصل کی۔ مولانا عطاء محمد کے حکم پر اعلیٰ تعلیم کے لیے ریاست رام پور (یو۔پی) میں مزید تعلیم کے لیے تشریف لے گئے۔ انہوں نے فنون کی کتب مدرسہ عالیہ رام پور میں پڑھیں اور حدیث کی تعلیم رام پور میں مولانا خلیل احمد محدث رامپوری بانی مدرسہ مطلع العلوم سے ۱۹۳۹ء میں حاصل کی[38]۔ انہوں نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد منشی فاضل کا امتحان پاس کیا اور ضلع جہلم میں بحیثیت اورنٹیل ٹیچر بھرتی ہوگئے۔ انہوں نے تیس سال اپنے آبائی علاقہ کے مختلف سکولوں میں تدریسی خدمات سرانجام دیں اور اپنے آبائی گاؤں چاولی کی عثمانیہ مسجد میں خطیب کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ مولانا عثمان غنی نے چاولی قیام کے دوران اپنے جمعہ کے خطبات میں اہلِ علاقہ کی دینی رہنمائی کی۔ مولانا عثمان غنی نے دیوبند اور بریلوی

[37] نیلوی، محمد حسین، ناشر القرآن، گلستان اسلام پرنٹنگ پریس، ص، ۱۵۰۔

[38] ۔ محمد فتح الدین، چشتی، مصنف پر طائرانہ نظر مشمولہ احسن القصص، ص ۱۷۔

علماء کے مابین اختلافی مباحث کو مختلف پیرائیوں میں واضح کیا اور آپس کی غلط فہمیوں کی وضاحت کی۔ مولانا عثمان غنیؒ ۱۹۹۷ء میں فوت ہوئے اور ان کو اپنے آبائی گاؤں چاولی میں دفن کیا گیا[39]۔

احسن القصص (تفسیر سورۃ یوسف) کا تعارف:

مولانا عثمان غنیؒ نے قرآن مجید کی جزوی تفسیر لکھی ہے۔ انہوں نے صرف سورت یوسف کی تفسیر اردو میں ۱۹۸۰ء میں تحریر کی۔ انہوں نے تفسیر کے مقدمہ میں واضح کیا ہے کہ ان کی یہ تفسیر متعدد تفاسیر اور دیگر کتب کے فوائدِ نافعہ سے مرتب کی گئی ہے۔ مولانا عثمان غنی لکھتے ہیں کہ انہوں نے احسن القصص کو مسلک حقہ اہلِ سنت کے منہج پر مرتب کیا[40]۔ وہ اس تفسیر کے بارے میں مزید لکھتے ہیں: "اس تفسیر میں سوانح، سیرت، تاریخ، اصلاح، معاشرہ کی زیادہ جھلک نظر آئے گی جو دیگر تفاسیر سے جداگانہ نوعیت کی ہوگی۔"[41]۔

یہ تفسیر ۳۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر ایک بار شائع ہوئی ہے۔

۶۔ مولانا قاضی مظہر حسینؒ (متوفیٰ ۲۰۰۵ء)

احوال و آثار:

مولانا قاضی مظہر حسینؒ چکوال کے گاؤں بھیں میں ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا کرم الدین دبیر سے حاصل کی۔ ان کے والد مولانا کرم الدین دبیرؒ اپنے زمانہ کے ایک معروف عالم دین اور مناظرِ اسلام تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ازاعتِ اسلام کالج لاہور چلے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد دار العلوم بھیرہ آگئے اور درسِ نظامی کے علوم وفنون کی کتب میں مہارت حاصل کی[42]۔ آپ نے حدیث کی تعلیم کے لیے دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور دار العلوم سے سند فضیلت حاصل کی۔ وہ مولانا حسین احمد مدنیؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ انہوں نے دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد چکوال شہر میں مدرسہ اظہار الاسلام قائم کیا اور تحریک خدام اہل سنت قائم کی اور اس کے امیر منتخب ہوئے۔ انہوں نے اہلِ علاقہ کی

---

[39] ۔ ایم اسلم، حضرت مولانا عثمان غنی آف چاولی (ہفت روزہ مائر، ۲۸ فروری، ۲۰۲۱ء) ص ۲۔

[40] ۔ عثمان غنی، احسن القصص، ص ۱۱۔

[41] ۔ عثمان غنی، احسن القصص، ص ۱۱۔

[42] ۔ عبد الجبار، مظہر کرم (دار الامین م ن) ص ۷۷۔

دینی رہنمائی کے لیے چکوال میں مدرسہ اظہار الاسلام قائم کیا اور جمعہ المبارک کے خطبات میں شیعہ اور اہلِ سنت والجماعت کے درمیان اختلافی امور کو واضح کرنے کی کوشش کی اور خلافِ تحقیق افکار و نظریات پر نقد و تبصرہ کیا۔

تصانیف: فتنہ خارجیت (دو جلدیں)، سنی مذہب حق ہے، دفاعِ حضرت امیر معاویہ (ناشر ادارہ مظہر التحقیق، لاہور)، بشارت الدارین بالصبر علی شہادۃ الحسینؓ، علمی محاسبہ تحریفِ قرآن ان کی معروف کتب ہیں۔

قرآنی خدمات:

قاضی مظہر حسینؒ نے چکوال میں ہفتہ وار تفصیلی درسِ قرآن کا آغاز کیا۔ اس میں انہوں نے صحابہ کرام کے فضائل اور مناقب کو قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں واضح کیا اور صحابہ کرام کے متعلق بعض تاریخی غلط فہمیوں کا قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لیا۔ انہوں نے خلفائے اربعہ کی خلافت کو دروسِ قرآن میں تفصیل سے واضح کیا۔ مولانا قاضی مظہر حسین نے نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد خلفاءِ اربعہ کی خلافتِ راشدہ اور موعودہ کے لیے آیتِ تمکین اور آیتِ استخلاف سے استدلال کیا اور اس کی جامع تفسیر کی۔ انہوں نے حفاظتِ قرآن اور تحریفِ قرآن کے مباحث کو تفصیل سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت علیؓ کی خلافت کے لیے قرآن سے استدلال کیا اور اس کا عنوان حضرت علیؓ کی خلافت اور قرآن قائم کیا ہے[43]۔ ان کا دعوتی کام زیادہ تر بیانات اور تقاریر کی صورت میں ہے۔ اس کو ان کی زندگی میں ہی شائع کیا گیا۔ علوم القرآن اور تفسیر سے متعلق بیانات اور تقاریر کو مجلہ حق چاریار میں صحابہ کی قرآنی اور ایمانی صفات کے نام سے قسط وار شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک لحاظ سے صحابہ کرام کے اوصاف کا بھی تذکرہ ہے اور صحابہ کرام سے متعلق قرآنی آیات کی عام فہم تفسیر بھی ہے۔

۷۔ شیخ التفسیر مفتی سید مولانا محمد حسین نیلویؒ (۱۹۲۲ء۔۲۰۰۶ء)

احوال و آثار:

شیخ التفسیر مفتی سید محمد حسین نیلوی ۱۳۴۱ھ ۱۹۲۲ء میں نیلہ تحصیل چکوال میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد گل محمد تھے۔ ان کی پیدائش ان کے ننھالی گاؤں نیلہ میں ہوئی اس وجہ سے نیلوی معروف ہوئے۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم مولانا محمد

[43]۔ مزید دیکھیے، مظہر حسین، خارجی فتنہ، ج ۱، ص ۳۲۶۔

شاہ جہلمی سے چنیوٹ میں حاصل کی[44]۔ انہوں نے جامعہ امینیہ دہلی میں حدیث کی تعلیم مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا ضیاء الحق اور مولانا خدا بخش بھیروی سے حاصل کی اور جامعہ امینیہ میں سات سال تدریس کی اور افتاء کی عملی مشق کی[45]۔ وہ قیامِ پاکستان کے بعد میانوالی میں عربی ٹیچر رہے۔ انہوں نے جامعہ عزیزیہ بھیرہ، مدرسہ چوکیرہ ضلع سرگودھا میں تدریس کی ۔۱۹۷۰ء میں جامعہ عربیہ ضیاء العلوم میں تدریس کا آغاز کیا۔ مولانا نیلوی بیسویں صدی کے محقق عالم، مفسر، مترجم قرآن اور مفتی تھے۔ وہ کثیر المطالعہ تھے۔ انہوں نے تدریس کے ساتھ تصنیفی کام بھی کیا۔ انہوں نے اپنی علمی تحقیقات کو منظرِ عام پر لانے کے لیے ماہنامہ عارفین اور ماہنامہ گلستانِ اسلام کو جاری کیا۔ مولانا نیلوی نے ۲۰۰۱ء میں محمدیہ کالونی میں جامعہ محمدیہ حسینیہ قائم کیا۔ مولانا نیلوی نے جامعہ رحمانیہ میں بھی تدریس کی۔ مولانا نیلوی ۱۸ فروری ۲۰۰۶ء کو دورانِ اسیری فوت ہوئے۔ وہ راول پنڈی میں مدفون ہیں۔

تصانیف: فتاویٰ حسینیہ، ندائے حق، مظلومِ کربلا، تبیین القرآن (مربوط ترجمہ قرآن) تفسیر فیض الجلیل فی تسہیل التنزیل (اردو میں) مسائل رحمانی در مسائل قرآنی، فیض المستغاث فی الطلقات الثلاث، رسالہ خاتم النبیین، القل الاتم فی حیاۃ عیسیٰ ابن مریم، عقائد علمائے دیوبند اور مسئلہ حیاۃ الانبیاء وسماع الموتیٰ، شفاء الصدور فی تحقیق عدم سماع من فی القبور (عربی)۔ الفروق (عربی کے الفاظ میں فرق پر مشتمل عربی میں کتاب لکھی) فتح الرحمان فی قیامِ رمضان، عقد العقیان فی عنق جواہر القرآن وغیرہ، تفسیر بے نظیر کا حاشیہ بدرِ منیر۔

قرآنی خدمات

مولانا محمد حسین نیلوی نے قرآن مجید کا اردو میں پہلا مکمل مربوط تفسیری ترجمہ تبیین القرآن کے نام سے تحریر کیا۔ قرآن مجید کی تفسیر فیض الجلیل لکھی۔ انہوں نے اس تفسیر میں دیگر ادیان کے پیروکاروں کے اسلام پر اعتراضات کا تفصیلی

44 ۔ مولانا محمد شاہ تحصیل چکوال کے ایک تبحر عالم تھے۔ انہوں نے تفسیر اور حدیث میں مولانا حسین علی الوانی، نتھیں ضلع اٹک میں مولانا غلام رسول، مولانا حیدر حسن ٹونکی اور مدرسہ عربیہ فتحپوری میں شیخ الحدیث وصدر مدرس مولانا سیف الرحمان قندھاروی سے استفادہ کیا۔ قرآنی علوم میں ماہر تھے۔ انہوں نے زیادہ عرصہ چنیوٹ میں تدریس کی۔ وہ جامعہ عربیہ چنیوٹ کے متصل قبرستان میں مدفون ہیں۔ مزید دیکھیے، نیلوی، محمد حسین، ناشر القرآن، ص ۱۵۰۔

45 نیلوی، محمد حسین، ناشر القرآن، ص ۱۴۔ نواز حنفی، محمد، سعادت الدارین (اشاعت التوحید والسنۃ، سرگودہا، ۱۴۴۴ھ) ص ۶۴۔

جائزہ پیش کیا۔ انہوں نے قرآن مجید کے مضامین اور حکام پر مشتمل کتاب مراۃالقرآن تحریر کی۔ انہوں نے خلاصہ قرآن حکیم میں قرآنی سوتوں کے مضامین کو جمع کیا۔

۸۔ کرنل ڈاکٹر محمد ایوب خانؒ (متوفیٰ ۲۰۱۱ء)

احوال و آثار:

لیفٹینٹ کرنل ڈاکٹر محمد ایوبؒ ۴جون ۱۹۲۳ء کو ملہال مغلاں تحصیل چکوال میں مرزا شیر خان کے گھر میں پیدا ہوئے پیدا ہوئے۔ کرنل محمد ایوب خانؒ نے گورنمنٹ کالج چکوال سے تعلیم حاصل کی۔ ان کو کالج میں تعلیم کے دوران قرآن مجید سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ ان کے کالج کے ایک استاد نے انگریزی میں ترجمہ قرآن منگوایا۔ وہ خود بھی پڑھتے اور لڑکوں کو بھی بلا لیتے اور وہ بھی سنتے تھے۔ کرنل ایوب کی قرآن مجید سے یہ دلچسپی برقرار رہی۔ کرنل محمد ایوب خان کو ایم بی۔ بی ایس کرنے کے بعد پاکستان آرمی میں خدمات سرانجام دینے کا موقع ملا۔ وہ آرمی میں میڈیکل کے شعبہ میں کرنل کے عہدہ پر فائز رہے لاہور میں قیام کے زمانہ میں ان کے دل میں کفار کو اسلام سے متعارف کرانے کا شوق پیدا ہوا تو اس کے لیے انہوں نے اسلام کے متعلق قرآنی تعلیمات پر ایک کتاب What is Islam تحریر کی۔ انہوں نے اس میں قرآنی اسلام کا مکمل نقشہ پیش کیا اور قرآن مجید کے تصورِ اسلام، اللہ کے قرآنی تصور، کائنات، ہدایت اور آخرت کے موضوعات کو واضح کیا۔ یہ کتاب ۱۹۶۳ء میں کوئٹہ سے طبع ہوئی۔ انہوں نے ۱۹۷۶ء میں ملازمت سے سبک دوش ہوئے اور بائبل سوسائٹی کی طرز پر قرآن کریم کی تعلیمات کو دنیا کی دیگر زبانوں میں عام کرنے کے لیے ادارہ اشاعتِ اسلام کی بنیاد رکھی اور اپنی زندگی کو قرآن مجید کے لیے وقف کیا[46]۔ قرآن مع ترجمہ کے دو ہزار نسخے شائع کیے[47]۔ کرنل محمد ایوب خانؒ ۹ نومبر ۲۰۱۱ء کو فوت ہوئے۔ ان کو ان کے آبائی گاؤں ملہال مغلاں میں دفن کیا گیا[48]۔

انگریزی اور اردو میں تراجمِ قرآن کا تعارف:

کرنل محمد ایوبؒ نے ابتداء میں قرآن مجید کا انگریزی زبان میں کیا۔ اس کو پسند کیا گیا۔ پھر انہوں نے اردو میں عام فہم انداز میں جدید تعلیم یافتہ افراد کے لیے عربی گرائمر کے لحاظ سے ترجمہ قرآن کیا۔ انہوں نے غیر مسلموں کے لیے نورِ

---

[46]۔ بیگم اشرف ایوب، یادرفتگاں خادمِ قرآن، کرنل محمد ایوب خان مرحوم (نوائے وقت لاہور، ۹ دسمبر ۲۰۱۱ء) ص ۴۔

[47]۔ محمد ایوب، ڈاکٹر، ترجمہ قرآن (ادارہ اشاعت القرآن حسن پلازہ اردو بازار، لاہور) ص ۶۲۳۔

[48]۔ بیگم اشرف ایوب، یادرفتگاں خادمِ قرآن، کرنل محمد ایوب خان مرحوم (نوائے وقت لاہور، ۹ دسمبر ۲۰۱۱ء) ص ۴۔

ہدایت کے نام سے بغیر متنِ قرآن کے اردو میں ترجمہ قرآن بھی شائع کیا۔ کرنل ایوب خان نے قرآن مجید کے ترجمہ میں الفاظِ قرآنی کے لغوی مفہوم کو ترجیح دی۔ اس میں قرآن مجید کے اندازِ بیان کو ترجمہ میں برقرار رکھنے کی کوشش کی۔ انہوں نے ترجمہ قرآن رواں، سلیس اور آسان تر کرنے کی کوشش کی[49]۔

۹۔ مولانا محمد اکرم اعوانؒ (متوفیٰ ۷ دسمبر ۲۰۱۷ء)

مولانا محمد اکرم اعوان ضلع چکوال کے جنوب میں ۱۹۳۴ء میں نور پور سیتھی میں پیدا ہوئے[50]۔ انہوں نے ابتدائی عصری تعلیم اپنے آبائی علاقہ سے حاصل کی اور ضلع چکوال کے علاقہ ونہار[51] کو اپنی خدمات کا مرکز بنایا۔ وہ ابتداء میں شعبہ تعلیم میں استاد تعینات ہوئے[52]۔ ان کا رجحان مذہبی تھا۔ وہ ۱۹۵۸ء میں مولانا اللہ یار خان چکڑالویؒ سے وابستہ ہوئے[53]۔ انہوں نے مولانا اللہ یار خان سے روحانی تعلیم و تزکیہ میں ان سے کسبِ فیض کیا۔ مولانا اللہ یار خانؒ نے ان کو ۱۹۸۲ء میں اپنا جانشین مقرر کیا۔ وہ ۱۹۸۴ء میں سلسلہ اویسیہ کے شیخ مقرر ہوئے۔ انہوں نے مسلمانوں کو روحانیت سے وابستہ کرنے کے لیے ۱۹۹۳ء میں تنظیم الاخوان قائم کی۔ انہوں نے سلسلہ نقشبندیہ کا عالمی روحانی مرکز دار العرفان منارہ میں قائم کیا[54]۔ وہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ تھے۔ اس سلسلہ میں لطائف، مراقبات اور دوائر، ذکر اور اجتماعی اعتکاف پر زور دیا جاتا ہے۔ مولانا اکرم اعوان کو شاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ انہوں نے ۱۹۸۷ء میں اپنی زیر نگرانی میں دینی اور جدید علوم کے امتزاج کے ساتھ صقارہ ایجوکیشن سسٹم قائم کیا[55]۔ انہوں نے اپنے علاقہ میں مولانا اللہ یار خان کے ذکر اور مراقبہ کے پروگرام منعقد کیے۔ ان کی کوششوں سے علاقہ ونہار میں سالانہ اجتماع شروع ہوا۔ مولانا اکرم اعوان ۸۳ سال کی عمر میں ۷ دسمبر ۲۰۱۷ء کو فوت ہوئے۔

49۔ بیگم اشرف ایوب، یادِ رفتگاں خادمِ قرآن، کرنل محمد ایوب خان مرحوم، نوائے وقت لاہور، ۹ دسمبر ۲۰۱۱ء، ص ۴۔

50۔ عبد القدیر، اعوان، تعارف: الشیخ حضرت مولانا امیر محمد کرم اعوان، (دار العرفا، منارہ) ص ۱

51۔ چکوال کا جنوبی علاقہ وَنہار ضلع خوشاب کے علاقہ سون سے ملا ہوا ہے۔ مولانا اللہ یار خان کے ذکر کے اجتماعات موضع نور پور کے مضافات میں ڈیرہ ڈھوک ٹلیانہ میں ہوتے تھے ۱۹۷۰ء میں منارہ مڈل سکول میں اجتماع منعقد ہونا شروع ہوا جس میں مولانا اللہ یار خان اور مولانا اکرم اعوان خطاب کرتے تھے۔

52۔ بشریٰ اعجاز، راہ نوردِ شوق (شام کے بعد پبلیکیشنز بہاول پور روڈ، لاہور ۲۰۰۰ء) ص ۵۳۔

53۔ ابو الاحمدین، حیاتِ طیبہ (سوانح حضرت العلام مولانا اللہ یار خان، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دار العرفان، منارہ، ط ۵، ۲۰۰۵ء) ج ۱، ص ۲۸۵۔

54۔ بشریٰ اعجاز، راہ نوردِ شوق، ص ۷۷۔

55۔ عبد القدیر، اعوان، الشیخ حضرت مولانا امیر محمد کرم اعوان، ص ۴۔

قرآنی خدمات:

ا۔ مولانا اکرم اعوان نے قرآن مجید کا اردو میں ترجمہ "اکرم التراجم" کے نام سے کیا۔ یہ ترجمہ قرآن مجید کا بامحاورہ اور عام فہم ترجمہ ہے۔

انہوں نے اکرم التفاسیر تحریر کی۔ انہوں نے تفسیر اسرار التنزیل تحریر کی۔ مولانا اکرم اعوان اسرار التنزیل میں آیات کے بعد سرار و معارف کے عنوان سے آیت میں مذکور اہم واقعات و مسائل کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس میں تصوف کا رنگ نمایاں ہے۔ یہ تفسیر بیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں صوفیانہ رجحان کی حامل ہے۔

۱۰۔ مولانا ذاکر حسین سیالوی (۱۹۳۴ء۔۲۰۱۸ء)

احوال و آثار:

مولانا ذاکر حسین سیالوی ۱۹۳۴ء میں چکوال کے جنوبی علاقہ ونہار میں موضع دھرکنہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا سید ابراہیم شاہ اور مولانا منور شاہ سے حاصل کی۔ انہوں نے علوم و فنون اور حدیث کی تکمیل ضلع سرگودہا کے معروف قصبہ سیال میں حاصل کی۔ انہوں نے مذہبی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم علوم میں بھی عربی، فارسی اور اسلامیات میں ایم اے کیا[56]۔ انہوں نے عصری اداروں میں تدرریس کے ساتھ مدارس میں سے جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی اور جامعۃ الزہراء میں تدریس کی۔ انہوں نے راولپنڈی اور اسلام آباد دروسِ قرآن کا اہتمام کیا۔ وہ سلامی نظریاتی کونسل کے ممبر بھی رہے۔ ۲۰۱۸ء میں فوت ہوئے اور راولپنڈی میں مدفون ہیں۔

قرآنی خدمات:

مولانا ذاکر حسین نے قرآن مجید کا جمال الایمان فی مفاہیم القرآن کے نام سے اردو میں سلیس ترجمہ کیا۔ اس کے ساتھ مختصر تفسیری حاشیہ بھی دیا گیا ہے۔ مولانا ذاکر حسین کے تفسیری کے دروس کو جمال الایمان فی تفسیر القرآن کے نام سے آٹھ جلدوں میں مرتب کیا گیا۔ کتابِ حکمت میں قرآنی مضامین اور احکام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

---

[56]۔ ذاکر حسین، ناموسِ رسالت ادیان عالم کی نظر میں (جامعۃ الزہراء مصریال روڈ، راولپنڈی) ص ۴۔

۱۱۔ابو عبداللہ محمد عارف حسین علوی (پیدائش ۱۹۶۱ء)

احوال و آثار:

ابو عبداللہ محمد عارف حسین علوی سہگل آباد (کھوتیاں) تحصیل چکوال میں ۱۹۶۱ء میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد چوہدری کرم الٰہی کا تعلق اعوان خاندان سے تھا۔محمد عارف حسین علوی نے اپنی ابتدائی تعلیم سہگل آباد میں حاصل کی ۔ انہوں نے گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی راولپنڈی سے تین سالہ ڈپلومہ کیا اور ذریعہ معاش کے طور پر سرکاری ملازمت اختیار کی۔انہوں نے عصری علوم کے ساتھ دینی علوم کی غیر رسمی تعلیم مختلف اہلِ علم سے حاصل کی۔ انہوں نے علامہ خالد مسعودؒ سے اسباق النحو اور عربی گرائمر کی تعلیم حاصل کی اور بی اے اور ایم اے کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔انہوں نے ہومیو کا ڈپلومہ بھی کیا اور درسِ نظامی کے ابتدائی درجات کی تعلیم بھی حاصل کی۔انہوں نے ۱۹۸۵ء میں ڈاکٹر اسرار احمد کے دروسِ قرآن سے استفادہ کیا۔اس سے ان میں قرآنی تعلیمات کے فہم کا شوق پیدا ہوا۔

تذکیر القرآن کا تعارف

ابو عبداللہ عارف علوی نے عوام میں فہمِ قرآن کی تحریک پیدا کرنے کے لیے تذکیر القرآن میں ذخیرہ الفاظ کی بنیاد پر ترجمہ قرآن سیکھنے کے آسان اور منفرد اسلوب پیش کیا۔انہوں نے قرآن مجید کے ترجمہ کی عملی تدریس کا آغاز ۲۰۰۰ میں مسجد قبا ماڈل ٹاؤن ہمک اسلام آباد سے کیا۔ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ کلامِ الٰہی میں مکرر استعمال ہونے والے الفاظ کالے رنگ میں تحریر کیے ہیں اور نیلے رنگ والے الفظ استعمال ہونے والے الفاظ نئے اور غیر مکرر ہیں۔وہ ہر رکوع کے اختتام پر صفحہ کے ایک طرف اس رکوع کے کل الفاظ، نئے الفاظ اور مکرر الفاظ کا ذکر کرتے ہیں۔انہوں نے قرآن مجید کے مفرد اور مرکب الفاظ کا ترجمہ ڈبوں میں کیا ہے۔انہوں نے ترجمہ قرآن کی تسہیل کے لیے حافظ نذر احمد کے ترجمہ قرآن اور مولانا امین احسن اصلاحی کے ترجمہ قرآن سے استفادہ کیا گیا۔یہ درحقیقت لفظی ترجمہءِ قرآن ہے۔ترجمہ قرآن کا یہ جدید اسلوب قرآن مجید کے عام قارئین اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لیے مفید ہے۔اس ترجمہ کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ قرآنی الفاظ کا عام فہم معنیٰ کیا گیا ہے۔انہوں نے ترجمہ میں نظمِ قرآن اور ربط کی رعایت رکھتے ہوئے بعض مقامات پر ماقبل اور مابعد سے منسلک اور جوڑنے کے لیے قوسین میں توضیحی الفاظ شامل کیے ہیں۔اس میں لفظی ترجمہ کے ساتھ بامحاورہ اور سلیس ترجمہ کے تسلسل کو برقرار رکھا گیا ہے۔تذکیر القرآن علوی صاحب کی بیس سال کی محنت کا نچوڑ ہے۔لکھتے ہیں:"تذکیر القرآن اس عاجز کا کیا ہوا ترجمہ نہیں

بلکہ ذخیرہ الفاظ کی بنیاد پر بندہ عاجز کی بیس سالہ تدریس سے کشید کیا گیا خلاصہ اور نچوڑ ہے[57]۔ اس کو مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ نے مئی ۲۰۲۱ء میں شائع کیا۔

۱۲۔ مولانا آغا محی الدین کاظم (پیدائش ۱۹۵۷ء)

احوال و آثار:

مولانا آغا محی الدین کاظم ۱۹۵۷ء میں ضلع اٹک میں جھمَٹ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سے حاصل کی۔ اس کے بعد ان کو جامعہ عربیہ مخزن العلوم الجعفریہ ملتان میں داخل کرایا گیا۔ انہوں نے عربی گرامر اور ادبیات کی تعلیم مولانا گلاب علی شاہ اور دیگر اساتذہ سے ملتان میں حاصل کی اور فاضلِ عربی کا امتحان ملتان بورڈ سے پاس کیا۔ انہوں نے اپنی تعلیم کی تکمیل قم سے کی۔ ۱۹۹۰ء میں ان کو مدرسہ مظہر الایمان ڈھڈیال ضلع چکوال میں مدرسِ اعلیٰ اور منتظم مقرر کیا گیا۔ وہ طلبہ کو بلاناغہ قرآن مجید کی چند آیات کی ترکیب نحوی کراتے ہیں[58]۔

الذریعہ الیٰ تفاسیر الشیعۃ کا تعارف:

آغا محی الدین کاظم نے ۱۹۸۹ء میں پہلی صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی عیسوی تک کے شیعہ علماء کی قرآن مجید کے تراجم، تفاسیر اور علوم القرآن پر کتب کا ایک جامع اشاریہ تحریر کیا۔ یہ اشاریہ عربی زبان میں قلیل مدت میں الف بائی ترتیب پر تحریر کیا۔ یہ اشاریہ غیر مطبوعہ ہے۔ یہ اشاریہ شیعہ ایرانی عالم آقابزرگ تہرانی کی کتاب "الذریعہ الیٰ تصانیف الشیعۃ" میں سے شیعہ علماء کی تفاسیر، تراجم اور علوم القرآن کا انتخاب ہے۔ اس میں عربی اور فارسی کی مکمل اور جزوی تفاسیر کا ذکر کیا گیا۔ مؤلف نے اس میں تفسیر، علوم القرآن پر ۱۴۹۳ کتب کا تذکرہ کیا۔ علمِ قراءۃ اور تجوید پر ۳۲۶ کتب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں مجموعی طور پر ۱۸۱۹ کتب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس میں ان کا منہج یہ ہے کہ وہ مصنف کا نام، کتاب کا مکمل نام اور اس مصنف کی نسبت کو اختصار سے لکھتے ہیں اور کتاب کا دو سطر میں متعارف پیش کرتے ہیں۔

---

[57] ۔عارف علوی، تذکیر القرآن (مجلس حزب الانصار شارع بگویہ بھیرہ، ط اول ۲۰۲۱ء) ص ۳۔

[58] ۔راقم الحروف نے ان کا ستمبر ۲۰۲۱ء میں بالمشافہہ تفصیلی انٹرویو کیا۔

۱۳۔ مولانا محمود الحسن غضنفر (پیدائش ۱۹۵۳ء)

احوال و آثار:

مولانا محمود الحسن غضنفر ۱۹۵۳ء میں تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کے ایک گاؤں منصور پور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے میٹرک جڑانوالہ سے پاس کی اور ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد مولانا حافظ علی محمد سے جامعہ محمدیہ منصور پور میں حاصل کی۔ انہوں نے مزید اعلیٰ تعلیم جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے حاصل کی۔ ۱۹۷۳ء میں جامعہ سلفیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۸۶ء میں مرکز اہلحدیث چھپڑ بازار چکوال میں خطیب مقرر ہوئے۔ انہوں نے تدریسی، رفاہی، سیاسی اور سماجی خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے جانباز صحابہ، چکوال سے سوئے حرم (سفر نامہ حج)، رہبر حج اور مسنون تعداد تراویح کتب تحریر کیں ۔[59]

مفاہیم القرآن:

مولانا محمود الحسن غضنفر نمازِ تراویح کے بعد خلاصہ بیان کرتے تھے۔ انہوں نے اسی خلاصہ کو اپنے احباب کے اصرار پر ۲۰۱۱ء میں اردو میں مفاہیم القرآن کے نام سے مرتب کیا۔ یہ ۳۶۷ صفحات پر مشتمل ہے اور مکتبہ جمال اردو بازار سے ۲۰۱۴ء میں شائع ہوا۔

۱۴۔ پیر سید محمود الحسن شاہ خاکی مخدوم مستوار قلندر:

پیر محمود الحسن شاہ خاکی مخدوم مستوار قلندر چکوال کے ایک گاؤں مرید میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سید رسول شاہ خاکی نے ان کا نام محمود رکھا اور قلندر کا لقب دیا۔ اللہ کی محبت میں مستی اور محبت کی وجہ سے مستوار مشہور ہیں۔ انہوں نے درسِ نظامی مکمل کیا اور چکوال کالج سے بی اے کیا۔ وہ اب دربار قادریہ مخدومیہ قلندریہ مخدوم پور شریف مرید میں سجادہ نشین ہیں۔ وہ مخدوم پور مرید میں مقیم ہیں۔

تفسیر مستوار:

پیر محمود الحسن شاہ خاکی مخدوم مستوار کے تفسیری افادات کو امتیاز جاوید نے مرتب کیا۔ یہ قرآن مجید کی منتخب آیات کی عام فہم تفسیر ہے۔ اس تفسیر کے مقدمہ میں پیر سید محمود الحسن لکھتے ہیں: ”اس تفسیر میں ناچیز نے عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور

[59] ۔ محمود جاوید بھٹی، سخن وران چکوال، علی ہجویری پرنٹرز ڈی اے وی کالج روڈ، راولپنڈی، ط، ۲۰۱۷ء) ص ۶۰۔

نظریہ وحدت الوجود کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور جس قدر ممکن کر سکا اس کی وضاحت کی ہے"[60]۔ یہ تفسیر ۵۸۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کو محبت مشن پبلی کیشنز مرید ضلع چکوال نے ۲۰۱۵ء میں شائع کیا۔ یہ تفسیر معرفت الٰہیہ اور عشقِ رسول کے آئینہ میں لکھی گئی۔

۱۵۔ خالد محمود قادری (پیدائش ۱۹۴۹ء)

احوال و آثار:

جناب خالد محمود ۱۹۴۹ء میں چکوال شہر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۷۱ء میں پرائیویٹ گریجوایشن کی۔ انہوں نے چھپڑ بازار میں اپنا ذاتی کاروبار شروع کیا۔ بعد میں تحصیل چوک چکوال میں خالد ٹائپ کالج اینڈ سہولت سنٹر کے نام سے کالج قائم کیا[61]۔

مغزِ قرآن

خالد محمود قادری نے مغزِ قرآن میں قرآن مجید میں مذکور قرآنی احکامات (اوامر و نواہی) اور تعلیمات کا ایک عام فہم مجموعہ اردو زبان میں تحریر کیا۔ انہوں نے کاروباری خسارہ کے بعد اپنے طور پر مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ترجمہ قرآن اور سید شبیر احمد کے لفظی ترجمہ قرآن کا مطالعہ کیا۔ یہ مجموعہ ایک جلد میں ۴۱۳ صفحات پر مشتمل ہے اور یہ مجموعہ ۲۰۱۰ء میں مکمل ہوا۔ اس کو خالد ٹائپ کالج چکوال سے ۲۰۱۱ء میں شائع کیا گیا۔ یہ مجموعہ قرآن مجید کی ترتیبِ توقیفی کے مطابق مرتب کیا گیا۔ اس میں قرآن مجید کی تمام سورتوں کے احکام اور مضامین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور قرآن مجید کی تعلیمات، ہدایات، اوامر و نواہی کو عام فہم انداز میں عوام الناس اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لیے مرتب کیا گیا۔ ہر دور میں اہلِ علم نے قرآن کریم کے عمیق مطالعہ سے استنباطِ احکام کا کام کیا ہے۔ انہوں نے ان آیات کے ترجمہ میں اہم نکات کو مرتب کیا۔ ان کا منہج یہ ہے انہوں نے سب سے پہلے آیت کے ترجمہ سے اخذ شدہ کا عنوان قائم کیا اور پھر قرآنی آیات کے متن کے بغیر آیات کا ترجمہ دیا۔ ابتداء میں ۷۶ صفحات کی فہرستِ عنوانات بھی لگائی گئی ہے۔

---

[60] ۔ مستوار قلندر، محمود الحسن، تفسیر مستوار (محبت مشن مرید، ط، ۲۰۱۵ء) ص ۱۱۔

[61] مقالہ نگار نے خالد محمود قادری سے ان کے حالاتِ زندگی کے لیے تفصیلی انٹرویو ۲۰۲۲ء میں کیا۔ مغزِ قرآن کا نسخہ حاصل کیا۔

نتائجِ مقالہ:

۱۔ چکوال کے اہلِ علم نے قرآن مجید کے لفظی اور بامحاورہ تراجم کیے ہیں۔

۲۔ اس علاقہ کے اہلِ علم نے قرآن مجید کی تفسیر کے مختلف مناہج واسالیب کو اختیار کیا ہے۔

۳۔ اس علاقہ میں قرآنی احکام ومضامین کے اشاریہ پر اہل علم نے تحقیقی کام کیا ہے۔

۴۔ اس علاقہ کے روایتی اہلِ علم کے علاوہ دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے دانشوروں نے بھی قرآنیات پر تحریری کام کیا۔

سفارشات:

۱۔ چکوال کے اہلِ علم کی ہر شخصیت کے قرآن کے تراجم اور تفاسیر پر ایم فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی سطح پر تحقیقی کام کیا جائے۔

۲۔ اس علاقہ کے اہلِ علم کی فقہ، سیرت اور ادب میں خدمات پر تحقیقی مقالات لکھوائے جائیں۔